www.KitaboSunnat.com



الکتاب والحکمۃ

## انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

# ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خان

پروفیسر محمد اسرائیل ـــــ پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبدالحفیظ

اللہ کے بغیر دنیا میں کوئی مالک و مختار نہیں، جو غیر اللہ کو ملک کہتے ہیں۔ یہ کہنا مجازاً ہے۔
یہ مجاز قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔

إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا (البقرۃ: ۲۴۷)

"اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔"

وَكَانَ وَرَآءَهُم مَّلِكٌ۔ (بنی اسرائیل: ۷۹)

"اور ان کے سامنے (کی طرف) بادشاہ تھا۔"

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا۔ (المائدہ: ۲۰)

"اور تمھیں بادشاہ بنایا۔"

بخاری و مسلم میں آیا ہے: مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔

اس آیت شریف میں بھی مَالِكِ کو مَلِكِ پڑھا گیا ہے۔ دونوں طرح سے قرأت ثابت ہے۔ اس دن کی تخصیص سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اور دنوں کا مالک یا ملک اللہ نہیں ہے اس لیے کہ پہلے اس کے لفظ "رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" فرمادیا، جو دنیا و آخرت دونوں کو شامل ہے۔ اس آیت سے آخرت کا ہونا ثابت ہوا۔ قیامت کا ہونا پایا گیا، جو آخرت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ یہ لوٹنا (آخرت) جسمانی ہے نہ کہ فقط روحانی، اور اس دن اعمال کا حساب حقیقی ہوگا، خیالی اور مجازی نہ ہوگا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ (آیت : ۴)

"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔"

اس آیت میں "جبر و قدر" دونوں کا رد ہے۔ جمع کا صیغہ اس لئے ہے کہ اس جملے کا کہنے والا سارے عباد و موحدین کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ اس لئے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ جماعت کو پکڑے رکھے اور جماعت سے مراد اہل سنت ہیں، سنت کہتے ہیں حدیث کو۔ عبادت، استعانت کا وسیلہ ہے، اس لئے پہلے عبادت کا ذکر کیا پھر استعانت کا۔ لفظ "اِيَّاكَ" کو لفظ "نَعْبُدُ" اور "نَسْتَعِيْنُ" دونوں پر مقدم کیا، اس سے حصر و قصر اور اختصاص عبادت اور استعانت باللہ کے ساتھ ہی مخصوص کیا گیا۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی ذات لائق عبادت ہے، اور نہ کوئی مدد چاہنے کے لائق ہے جب پوجا کرے تو اللہ ہی کی کرے، جب کام میں مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگے۔

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے،
جسے تم مانگتے ہو اولیا سے

عبادت کہتے ہیں انتہا درجے کی ذلت و خواری اختیار کرنے کو، اور یہ ذلت و خواری سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لیئے جائز نہیں۔ عبودیت، عبادت کا ایک ادنیٰ مرتبہ ہے، استعانت یہ ہے کہ کسی سے کہا جائے کہ تم ہماری مدد کرو، ہمارا کام بنا دو، سو سارے دین کی چکی انہی دو امور کے گرد گھومتی ہے۔ اسلئے بعض سلف نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ سارے قرآن مجید کا بھید ہے اور فاتحہ کا بھید یہی دو کلمے ہیں۔ کیونکہ پہلے کلمے میں شرک سے بیزاری ہے اور دوسرے کلمے میں ہر خوف اور قوت سے علیحدہ ہوکر اپنے ہر کام کو اللہ عزّ و جلّ کے سپرد کرنا ہے۔ یہ بات اور بھی بہت سی آیتوں میں آئی ہے، جیسے

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (ہود : ۱۲۳)

"تو اُسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو۔"

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۔ (الملک : ۲۹)

"کہہ دو کہ وہ جو (اللہ) رحمٰن (ہے) ہم اُسی پر ایمان لائے اور اُسی پر



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھروسا رکھتے ہیں"

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ (المزمل: ۹)

"(وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے) اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اُسی کو اپنا کارساز بناؤ"

اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفاتِ حسنیٰ کے ذریعے اپنی ثناء فرمائی۔ بندوں کو ارشاد فرمایا کہ تم بھی اِسی طرح اُس کی ثناء اور صفت کیا کرو۔ اس لئے جو شخص سورۂ فاتحہ پڑھنے پر قدرت رکھتا ہے مگر وہ اُسے نہیں پڑھتا تو اُسکی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جس طرح صحیحین میں عبادہؓ بن صامت سے مرفوعًا آیا ہے، اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے فاتحۃ الکتاب نہیں پڑھی۔

ابن کثیرؒ نے کہا ہے، عبادت ایک بڑا مقام ہے۔ بندے کو اس مقام سے شرف حاصل ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اللہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بلند مقامات پر لفظ "عبد" سے یاد کیا ہے۔ جیسے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ ۝ (الکهف: ۱)

"سب تعریف خدا ہی کو ہے۔ جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی"

دوسری جگہ فرمایا:

اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ (الجن: ۱۹)

"اور جب خدا کے بندے (محمدؐ) اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے"

تیسری جگہ فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا۔ (الاسرائیل: ۱)

"وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو ........"

اور فرمایا:

فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی۔ (النجم: ۱۰)

"پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا"



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غرض قرآن مجید کے نزول کے وقت، دعوتِ دین کے اعلان کے وقت اور معراج اعلیٰ درجات میں عبد نام رکھا۔ اور جب مخالفوں کی تکذیب سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے تو فرمایا تم عبادت میں قیام کرو۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ (الحجر۔ ۹۷-۹۸)

"اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور اس کی خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو"

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (الحجر: ۹۹)

"اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے رہو یہاں تک کہ تمہاری موت کا وقت آجائے"

صوفیاء کا یہ کہنا کہ عبادت حصولِ ثواب اور عذاب کو دور کرنے کے لئے بے فائدہ ہوتی ہے بلکہ اُن کا کہنا ہے کہ عبادت صرف اس ذات پاک کی کرنی چاہیے جنت اور دوزخ سے کوئی غرض نہ رکھے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اعرابی والی حدیث میں آیا ہے کہ جب اُس نے یہ کہا کہ مجھے آپ کا اور معاذؓ کا سا گنگنانا نہیں آتا، مَیں تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں، دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ۔

"یعنی ہم بھی تو اُسی (جنت) کے گرد (کیلئے) گنگناتے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ (السجدۃ: ۱۶)

"یعنی دوزخ کے ڈر اور جنت کی تمنا میں عبادت کرتے ہیں"

اُبو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ایک لڑائی میں ہم سب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب دشمن سے مُڈبھیڑ ہوئی مَیں نے سُنا، آپؐ فرما رہے تھے:

يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ مَیں نے دیکھا کہ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگ زمین پر گرتے ہیں، فرشتے اُن کو آگے پیچھے سے مارتے ہیں۔ اِس روایت کو بغوی، ماوردی نے کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں، طبرانی نے "اوسط" میں اور ابُونعیم نے "دلائل" میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کا ایک وہ قصہ ہے کہ والیٔ دمشق کا دشمن کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو گھمسان کا رن پڑا اور بادشاہ نے کہا: "یا خالِد ابْنَ وَلِیدٍ" ابنِ تیمیہؒ وہاں موجود تھے اور شریکِ جہاد تھے۔ اُنہوں نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے؟ بلکہ یُوں کہہ:

يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

اُس نے اسی طرح کہا، اللہ نے فتح دی۔ یہ برکت اُس کو اِس کلمۂ توحیدِ عبادت اور تفرید استعانت سے نصیب ہوئی۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (آیت: ۵)

"ہم کو سیدھے رستے پر چلا"

ہم کو مستقبل میں اسی طرح ہدایت نصیب فرما، جس طرح زمانۂ حال میں ہدایت دی ہے۔ اللہ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى۔ (محمد: ۱۷)

"اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں ان کو ہدایت مزید بخشتا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (عنکبوت: ۶۹)

"اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم اُن کو ضرور اپنے رستے دکھا دیں گے۔"

ہدایت کہتے ہیں راہ دکھانے، توفیق دینے، مطلب واضح کرنے اور نرمی کے ساتھ راستہ بتانے کو جو انسان کو مطلب تک پہنچا دے۔ مستقیم کہتے ہیں کسی چیز کے برابر اور سیدھا کرنے کو۔ ابنِ کثیرؒ نے کہا ہے کہ سارے مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ صراطِ مستقیم وہ کھلا راستہ ہے جس میں کسی قسم کی کجی نہ ہو۔ عرب کی ساری لغت میں اس کے یہی معنی ہیں۔ یہاں سیدھے راستے سے مراد حق کا راستہ یعنی ملّتِ اسلام کا راستہ ہے۔ حدیث نواسؓ بن سمعان میں بھی "صراط" کو اسلام



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمایا ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس کی سند کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا : صراطِ مستقیم سے مراد کتاب اللہ ہے۔ یعنی ہم کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ کسی نے کہا صراطِ مستقیم سے مراد طریقۂ سنت وجماعت ہے یعنی حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلا۔ کسی نے کہا صراطِ مستقیم سے مراد راہِ حج ہے۔ ابنِ عباسؓ نے کہا ہمیں دینِ حق سکھا۔ کسی نے کہا ہمیں جنت کے مستحقین کا راستہ دکھا۔ پہلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے۔

اگر سب معنی مراد لئے جائیں تو بھی مانع کوئی نہیں ہے۔ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں، مفسرین سلف وخلف کے "صراط" کے معنی اگرچہ مختلف ہیں لیکن حاصل سب کا یہی ایک بات ہے کہ اللہ ورسول کا اتباع۔

ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں، صراطِ مستقیم وہ راستہ ہے جس پہ ہم نے رسولِ اکرمؐ کو پایا :

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

"ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا"

اُن لوگوں سے مُراد چار قسم کے لوگ ہیں جن کا ذکر سورۂ نساء میں ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۞ (النساء : ۶۹)

"اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے"

ابنِ عباسؓ نے کہا اس سے مُراد موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی قوم ہے، جنہوں نے اپنے دینِ حق کو نہیں چھوڑا، یا مُراد رسولِ اکرمؐ کے صحابہؓ، اہلِ بیتؓ جو صاحب صدق و صفا ہیں یا انبیاءؑ یا سارے ایماندار افراد ہیں۔ پہلا قول اولیٰ ہے۔ اس آیت میں اس بات کا اشارہ ہے کہ سلف صالحین کا مقتدی بننا اچھا ہوتا ہے۔ سو اقتدار اور چیز ہے اور تقلید دوسری چیز۔ اللہ نے فرمایا :



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ (الأنعام)

"تو تم ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔"

اُن کے راستے پر چل یعنی جسطرح وہ موحّد اور دیندار تھے، اسی طرح آپ بھی موحّد اور حق پرست بن جائیں۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

"نہ اُن کے جن پر غصّہ ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے۔"

طویل حدیث عدیؓ بن حاتم میں مرفوعاً آیا ہے کہ "مغضوب علیہم" یہود اور "ضالّین" نصاریٰ ہیں۔ اسے احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ ترمذیؒ نے اسکی تحسین کی۔ اسی طرح حدیث ابوذرؓ میں ابن مردویہؒ سے اسی آیت کی یہ تفسیر آئی ہے یہی قول سارے صحابہؓ اور مفسّرین کا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ قرطبیؒ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ اُن کی بدعت کے سبب اُن پر ناراض ہوا اور وہ سنّت سے بہک گئے۔ کسی نے کہا اس میں سارے کافر، عاصی اور بدعتی شامل ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو رسول ﷺ نے فرمائی ہے کہ اس سے مراد اہلِ کتاب ہیں۔ اُن کا طریقہ اہلِ ایمان کے طریقے سے جدا ہے۔

اہلِ ایمان کا طریقہ علمِ حق اور صالح عمل دونوں پر حاوی ہے۔ یہود نے عمل نہ کیا، نصاریٰ کو علم نہ ہوا۔ اس لئے یہود پر غصّہ کیا گیا اور نصاریٰ بھٹکا دیئے گئے کیونکہ جو شخص عالم ہو کر ترکِ عمل کرتا ہے وہ غضب کا مستحق ٹھہرتا ہے، اُس شخص کے برعکس جسے سرے سے کچھ علم ہی حاصل نہ ہوا، جاہل رہا۔ نصاریٰ نے حق دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر راستہ نہ ملا، اتباعِ حق نصیب نہ ہوا، اور گمراہ ہو کر رہ گئے۔

اگرچہ یہود و نصاریٰ دونوں ہی گمراہ اور مغضوب ہیں لیکن یہود کا خاص وصف اللہ تعالیٰ کے غضب سے ہے۔ جس طرح اللہ نے فرمایا:

مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ۔ (المآئدة: ۶۰)

"وہ لوگ جن پر خدا نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا۔"

فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ (البقرة: ۹۰)

"تو وہ (اُسکے) غضب بالائے غضب میں مبتلا ہو گئے۔"

اور نصاریٰ کا وصف خاص ضلالت ہے جس طرح ارشاد فرمایا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (المائدۃ: ۷۷، ۷۸)

"اور ایسے لوگوں کی خواہش کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔ جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے اُن پر داؤدؑ اور عیسٰیؑ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور حد سے تجاوز کئے جاتے تھے، اور بُرے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو نہ روکتے تھے، بلاشبہ وہ بُرا کرتے تھے۔"

معلوم ہوا کہ "مَغضُوبِ عَلیھِم" اور "ضَالّین" کی تفسیر احادیث و آثار سے قطع نظر خود کلام اللہ سے بھی یہی ثابت ہے۔

اِس سورت کا آغاز "حمد" ہے اور سُورت کا آخر "ذم" ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کی بنیاد اور سعادت کا حصول اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے ہے اور تمام آفات کی جڑ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت اُن سے دُور رہنا اور اللہ کی اطاعت اور عبادت سے منہ پھیرنے کا انجام غضب اور گمراہی ہے۔ اس سورت میں چار قسم کے علوم کا ذکر ہوا۔ ایک علم اُصول ہے جو "الحمدُ للہ" سے لے کر "رحیم" تک موجود ہے۔ "اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" سے نبوت کی معرفت کا پتہ دیا ہے "مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ" سے آخرت ثابت ہوتی ہے۔

دُوسرا علم فروع ہے۔ اس علم میں سب سے بڑی چیز عبادت ہے۔ مالی ہو یا بدنی۔ سو وہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ" سے ثابت ہوتی ہے۔

تیسرا علم اخلاق ہے۔ وہ "اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" سے "مُسْتَقِیْم" تک پایا جاتا ہے۔

چوتھا علم تاریخ ہے کہ گزشتہ اُمتوں میں سے کون "سعید" تھا کون "شقی"



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ "اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" سے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" تک دریافت ہوتا ہے۔

امام غزالیؒ اور امام رازیؒ نے اس سورت میں قرآن مجید کے علوم پر محیط ہونے کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، یہاں تک کہ امام رازیؒ نے اس سورت سے دس ہزار مسئلے نکالے ہیں۔ اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے نزول کا سب سے بنیادی مقصد اخلاص توحید اور شرک سے تمام واسطے کاٹ دینا ہے۔ یہ بات ایسی واضح ہے کہ یہاں مختلف اقوال کے نقل کی ضرورت نہیں۔ سورۂ فاتحہ پر غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اخلاص توحید کا حکم تیس[۳۰] مقامات پر پایا جاتا ہے، اس کی تفصیل "فتح البیان" اور "دین خالص" میں موجود ہے۔

ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ علماء کا یہ مذہب صحیح ہے کہ جو غلط "ض" اور "ظ" کے درمیان ہو جاتا ہے وہ معاف ہے اس لئے کہ مخرج دونوں کا ایک دوسرے سے قریب ہے۔ "ض" اوّل "حافۂ زبان" اور "اضراس" سے نکلتا ہے، "ظ" نوکِ زبان اور اطرافِ ثنایا سے برآمد ہوتا ہے۔ دونوں حروف اقسام مجہورہ مدخوۂ مطبقہ" سے ہیں، اس لئے استعمال ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہ اُس آدمی کے لئے جس کو ان کی تمیز نہیں قابلِ معافی ہے اور حدیث اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ وہ بے اصل ہے۔

اس سورۃ کی سات آیات ہیں، باوجود اس اختصار کے کہ اس میں اللہ کی حمد و تمجید اور ثناء ہے "اسمائے حسنیٰ" اور صفاتِ عالیہ کا بیان ہے، آخرت کا ذکر ہے، بندوں کو ارشاد ہے کہ وہ ہر قسم کے ڈر اور قوت سے بری ہو کر اللہ سے سوال اور اُس کے سامنے عاجزی کریں، توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور اخلاص عبادت اپنائیں، اللہ کو ہر قسم کے شریک، نظیر اور مماثل سے پاک جانیں، صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کی دعا مانگیں، یہاں تک کہ انہیں جنت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی ہمسائیگی نصیب ہو۔ اس سورت میں اعمالِ صالحہ کی ترغیب ہے تاکہ قیامت کے دن صالح لوگوں کا ساتھ ہو۔ اس سورت میں ترہیب ہے ہر قسم کے باطل مذہب سے تاکہ قیامت کے دن اہلِ باطل کے





محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھ نہ اٹھیں۔ انعام ایک اچھی چیز ہے۔ اس لئے اللہ نے اس کی نسبت اپنی طرف کی اور غضب اور ضلالت بُری چیز ہے، اس لئے اُن کے فاعل کا ذکر نہ کیا، اگرچہ حقیقت میں دونوں کا فاعل اللہ ہی ہے جیسے فرمایا:

۱۔ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (الفتح: ۶)

"اور اللہ اُن پر غضبے ہوا"

۲۔ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ؀ (الکہف: ۱۷)

"اور جس کو گمراہ کیا تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ بتلانے والا نہ پاؤگے"

۳۔ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ (الأعراف: ۱۸۶)

"جس شخص کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں"

اس طرح کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ قدریہ کا نقطۂ نظر غلط ہے اُن کا کہنا ہے کہ بندے اپنے کام میں مختار ہیں جو چاہیں سو کریں، وہ متشابہ آیات سے دلیل لاتے ہیں اور جو آیتیں صریحًا ان کی تردید کرتی ہیں انکو چھوڑ دیتے ہیں۔ سارے گمراہین کا یہی حال ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی جستجو کرتے ہیں تو اُن سے بچو۔ کہ اللہ نے انہیں کا نام لیا ہے"

ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں "الحمد للہ" قرآن میں کوئی صحیح حجت کسی بدعتی کے لئے نہیں ہے۔ قرآن آیا ہی حق کو باطل سے جُدا کرنے اور ضلالت کو ہدایت سے علیحدہ کرنے کے لئے۔ اس میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ؀ (حٰمٓ السجدۃ ۴۲)

"وہ دانا خوبیوں والے (اللہ) کی اتاری ہوئی ہے"

(جاری ہے)

* محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔
* قلمکار حضرات محدث کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ